رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERED NO. A.783



قیمت فی پرچہ

مفید نہو تو قیمت واپس

جوبن قیبانی بہار مر جاتی ہے خزاں کھِلتی ہے اسکو جوانی روٹھ جاتی ہے کسے منائیکو

ایسی حالت میں یہ گولیاں منگائیے اور قوت و اختیاری لطف شباب عجب کا جاتا ہے اور خاطر خواہ شکستگی و کمزوری کا خاتمہ محسوس ہو گی بلکہ دل و دماغ اور خاص قوتوں میں اضافہ قوت کا ہوگا بشرطیکہ لوگوں کے پیے قسمت ہے بابا۔ فی درجن عہ دو درجن للعہ ۔۔۔

روغن لقمانی لطف سے کچھ سے کیا کہوں ذرا ۔۔۔ اسکی کیفیت تو تم نے پی بھی نہیں

یہ روغن حقیقتاً حاصل لطف شباب ہے ایک ہی مرتبہ کے استعمال کرنے سے وہ لطف اور حالت ہوتی ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی ہے مطلوب کو طالب اور طالب کو مطلوب بنا دیتا ہے جو شخص ایک مرتبہ آزما لیگا ہمیشہ شیدا رہیگا۔ زیادہ تعریف خلاف تہذیب ہے۔

قیمت فی شیشی عہ دو شیشی ہے تین شیشی للعہ

طلاء عجیب وہ تمام شکایات جو اوائل شباب کی غلط کاریوں یا بدپرہیزی سے پیدا ہوتی ہیں جنکو مریض خود جانتا ہے ان کیلئے یہ طلاء استعمال کیجئے تمام شکایتیں جاتی رہینگی اور ۔۔۔ یوم میں ایک شخص ۔۔۔ وہ شباب کا لطف پیدا کر کے وہ قوت پیدا کر دیتا ہے کہ انسانی ۔۔۔ قوت سے بیتاب ہو جاتا ہے لیکن ۔۔۔ لطف سے قطعی پرہیز کیجئے ورنہ ۔۔۔ ہم مجبور ہیں۔ قیمت فی شیشی دو ۔۔۔ حبوب مقوی روزانہ ۔۔۔ جریان و کثرت احتلام ۔۔۔ حضرات ۔۔۔

طلسمی گولیاں ضعف دماغی جریان کثرت احتلام ۔۔۔ [illegible]

[illegible]

منگانے کا پتہ:۔ ۔۔۔ عظمت اعلان لکھنؤ

فائدہ نہو تو قیمت واپس

طلاء ممسک ایک ہی رات میں ۔۔۔ ممسک طلاء ایک گھنٹہ بعد اس عضو خاص کو قوت پیدا ہوتی ہے کوئی ۔۔۔ ہوتی ہے ضرور ۔۔۔ بلکہ ۔۔۔ دیتا ہے اور ۔۔۔ جاتی ہے ۔۔۔ قیمت صرف ۔۔۔ فی شیشی علاوہ محصول

روغن ملذذ یہ روغن بیحد ملذذ و ممسک ہے صرف ایکبار استعمال کر کے ۔۔۔ معشوقہ عمر بھر کے لیے مطیع ہو جاتی ہے اور لطف کی زیادتی کی وجہ سے صرف ایک دفعہ بیہوش ۔۔۔ ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی ۔۔۔ روپیہ علاوہ محصول

حبوب ممسک ایک گولی کھا کر گھنٹوں لطف ۔۔۔ اٹھائیے ۔۔۔ اگر آپ کمزور بھی ہونگے تو کسی طرح کا کام بھی ہو ۔۔۔ اور ۔۔۔ جبتک ترشی نہ ۔۔۔ ہر گز ۔۔۔

ہر گولی قیمت ۔۔۔ روپیہ علاوہ محصول ۔۔۔

نوٹ:۔ ۔۔۔ [illegible]

میں الشفا مڈیکل ہال لکھنؤ

گھوڑ چڑھی

گولیوں قوت ممسک ۔۔۔ [illegible]

اکسیر جریان ۔۔۔ [illegible]

طلاء نادر ۔۔۔ [illegible]

[illegible]

مجبور ۔۔۔ دہلی کا جوتا منگل پل ۔۔۔ لکھنؤ

سفوف مراد

ہر قسم کی نامردی کمزوری سستی اور جریان کا بہترین علاج

[illegible]

طلاء مسیحا [illegible]

حبوب حیرت [illegible]

روغن ۔۔۔ [illegible]

حبوب ۔۔۔ احتلام [illegible]

اکسیر ۔۔۔ [illegible]

۔۔۔ پوڈر [illegible]

سفوف مراد ۔۔۔ [illegible]

قاضی مقبول احمد اینڈ کمپنی لاہور

جلد ۱۲ نمبر ۱۳

مضامین غیر

(جمعہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۶ء)

چین چین چپ چپ

(نتیجہ طبع دہقان (آرہ آباد))

انتباہ

چونک اوٹھے پلنگ سے چینی دفعتاً — اب نہیں افیون کی باقی ترنگ
سو رہے تھے باندھ کر مردوں سے شرط — زندگی کی پھر ہوئی پیدا امنگ
اپنے گھر میں دیکھکر اغیار کو — بجھ گیا دل میں عداوت کا خدنگ
چور ہیں ؟ ڈاکو ہیں ؟ آخر کون ہیں — کس لیے گھیرے کھڑے ہیں یہ پلنگ

ڈانٹ

اہین تم ہو کون کیوں آئے یہاں ! — بس نکل جاؤ ابھی تم بے درنگ
خیر اسی میں ہے کہ اپنی راہ لو — ورنہ پھر ہم لائینگے کچھ اور رنگ

جواب

کیجیے آرام قبلہ اور کچھ — حاضر خدمت ہیں ہم اہل فرنگ
لیجیے یہ چینا بیگم " آگئین — انکی خاطر کیجیے بجوا کے چنگ

جھڑکی

بس نکل جاؤ چلو سرکو ہٹو — ہم گوارا کر نہیں سکتے یہ ننگ
بوالہوس مکار اپنی گون کے یار — عمر بھر کرتے رہو گے خرمستی ؟

دھمکی

دیکھیے یہ شاعری اچھی نہیں — قافیہ ہم آپ کا کر دینگے تنگ

آویزش

خون کی بہنے لگیں پھر ندیاں — چین نے بھی کر دیا اعلان جنگ
اسٹرانگ کا رخ تھا خون میں ہولی — اوڑ گئی جھک سے تجارت کی ترنگ

لوازم آویزش

بالشویک باروں نے دی تھکی ذرا — کاٹ دی مشرق نے مغرب کی پتنگ
بحر کاہل میں تلاطم ہے بپا — ہے بھنور میں کشتی اہل فرنگ
کھیتوں سے سرخ آندھی اک اٹھی — سرزمین چین ہوئی گل لالہ رنگ
چین بیٹھا ہی ہے تھا چین بر جبین — بولا سب کو پڑا جین وقت جنگ

سرخ پرشان وطن رامر حبا ! — جو سہ خون شد موج زن جون دو رنگ
انکی اک آواز پر سب جاگ اٹھے — بیکے آمادہ ہوئے تیغ و تفنگ
پالسی مکاری اور ڈپلومیسی — سوجھتی اب کچھ نہیں ہے عقل دنگ
اب نہیں چلتی کوئی تدبیر آہ ! — چڑھ گیا ہے خنجر قسمت پہ زنگ !!
کون ہوتے ہیں کہ لین یہ آن کا ذ" — کیا اغین کے باپ کا ہے شان بنگ
چائے ریشم کوئلہ لوہا کپاس — رہ گئے کھانے کے تھے کیا خوب ڈھنگ
اٹ اوز ہانگ ادھر ورد زبان — خرخشے ادرحق کی اس جانب بیگم

نتیجہ

زندگی کے واسطے رہتے ہیں سب — تیز ہے مچھلی پہ دندان نہنگ
چھوٹی چڑیان ہیں شکار شاہباز — اور ہرن ہیں طعمہ شیر و پلنگ
لیکن اس میں اور اس میں فرق ہے
کیا "تنازع للبقا" کا ہے یہ رنگ !

موتیا بند یعنی تبصرہ شعر الہند

(جمعہ ۲۰ فروری ۱۹۲۶ء)

صاحب شعر الہند قرار شہ صفحہ کی سوجھ بوجھ اور سخن فہمی اوس کو رمادر زاد سے زیادہ نہیں ہے جب ایک ولی اللہ کے تصدق میں بینائی نصیب ہوئی۔ اونھوں نے اندھے کے پاس کھڑے ہو کے دعا مانگی " اے خدا اس پر رحم کر اس کی آنکھیں کھول دے " آنکھیں روشن ہو گئیں۔ خط شعاعی کمان خانہ چشم سے تیر کی طرح نکلتے ہی " ہیرے لیے " بیٹھے میاں مرغے پر پڑا اونکے رنگین بال ! توتی کیسی خم کھائی ہوئی چمکدار دم دیکھتے ہی حضرت اوندھے منہ زمین پر گر پڑے۔ ولی نے پوچھا " یہ کیا ؟ " فرمانے لگے حضرت روح القدس سامنے کھڑے پر سمیٹ چمکا رہے ہیں " بیچاری شعاع کا یہ کرشمہ دیکھتے ہی اونھوں نے دعا مانگی کہ یا اللہ تو ہی ہر بات کی تہ سے واقف ہے۔ یہ شخص اس قابل نہیں کہ آنکھوں سے دیکھے۔ میاں اندھے جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف کی چشم سخن پر بار ہا کسی ولی اللہ کی دعا نے اثر کیا اور ہر مرتبہ دھوکا کھائی ہوئی نظر نے عقل کا ساتھ نہ دیا۔ کبھی بیچ کو غزل سے تمیز نہ کر سکے۔ کبھی شاعرانہ مزاح و لطائف کو واقعیت سے جدا کرنے میں قاصر رہے۔ کبھی صنائع لفظی دیکھ کے جوں جوں کرنے لگے کبھی معنوی خوبیاں نہ سوجھیں۔ تذکرہ قصہ ہے جو کہہ دیا وہ کلام روح القدس جانی گھسیٹا نے جو فرما دیا وہ منزل ادبی۔ یہ عنوان تحریر منصفانہ ہرگز نہیں ہے۔ نظر چندل سے چھنکارا !! پاتو فرمانے لگے۔

" شعرائے لکھنؤ کا عام رنگ معاملہ بندی ہے جس کے [illegible]

بڑھ کر بازاری روش اختیار کرلی ہے۔

اسلیے اون کے کلام میں وہ متانت و ثقاہت نہین پائی جاتی جو شعرائے دہلی مین پائی جاتی ہے مثلاً اس قسم کے اشعار ؎

ہم کیا قمار عشق مین کھائین بتا سینگے
وہ خود جوا ریون سے زیادہ ہین جا لیے

سطور بالا مین معاملہ بندی ایک مرغ خانگی ہے جس پر حضرت کو روح القدس کا دھوکا ہوا کوئی پوچھے کہ معاملہ بندی کیا شے ہے؟ آیا کوئی اردو شاعرون کی اصطلاح ہے؟ یا معانی بیان کی۔ اور جو شعر مثالاً پیش کیا گیا ہے اوسمین کونسی معاملہ بندی ہے۔ آخر معاملہ بندی کے معنے کیا ہین۔ کیا گھاتون اور چالون کا ذکر معاملہ بندی ہے۔ کیا قمار اور قمار بازون کا حوالہ معاملہ بندی ہے۔ اگر معاملہ بندی یہی ہے تو دہلی اور لکھنؤ پر موقوف نہین دنیا بھر کی شاعری اس معاملہ بندی سے خالی نہین ہو سکتی۔ آپ کوئی شعر کسی کا پڑھیے نظم نہ سہی نثر فقرہ پڑھیے اوسمین بھی کوئی نہ کوئی واقعہ یا معاملہ ضرور ہوگا۔ اب رہی "بندی" تو وہ نگار نگر کی کوئی چڑیل ہوگی جس سے شعرا واقف نہین۔

واہ ری آپ کی بازاری بندی۔

معاملات کا اظہار نظم مین کسی حد اعتدال کا محتاج نہین۔ شاعر کسی محال کو ممکن ثابت کرنیکی کوشش کرتا ہے کبھی ممکن کو محال۔ اگر اثبات مدعا مین فتح پاگیا تو شعر مقبول ہے ورنہ مسترد۔ مثلاً ناسخ کا یہ شعر ؎

مجکو سودائی بتایا ہے دکھا کر آنکھین
[illegible]

دستورا یا دام نہین ہو سکتا یا دام دستورا نہین ہو سکتا۔ دستورے کے استعمال سے دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔ بادام مقوی دماغ ہے۔ آنکھ کی تشبیہ بادام سے شعرا مین عام ہے وحشت چشم معشوق کیلیے ایک قابل تحسین و ضروری وصف ہے۔ [illegible] [illegible]

نہین رکھ سکتے کہ اوسے یہ صنائع سوجھائی دینگے۔ نہ کسی بازاری سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ ان خوبیون کو پرکھ سکے گا۔

خلیل کوئی بہت بڑے مستند شاعرون مین نہ تھے نہ لکھنؤ کے مزاج شاعری کا مجموعہ تھے جنکا کلام پیش کرنے کے بعد تمام شعرائے لکھنؤ پر بازاری روش اختیار کرنے کا اعتراض وارد کیا جائے۔ اور پھر اعتراض بھی کسکی طرف سے؟ ایک ایسے بازاری کی طرف سے جو شرفا کی زبان اور بول چال سے ناواقف ہونے کے علاوہ یہ بھی نہین جانتا کہ ٹھیٹھ لکھے "ثقاہت" نہین بولتے۔ "ثقاہت" عربی نہین فارسی نہین۔ اگر اردو ہے جبھی تو بازاری ہے۔ اگر کوئی شریف باخبر شخص اسے لکھتا بھی تو "متانت" اور "ثقاہت" کے درمیان فارسی کا واو عاطفہ کبھی نہ لکھتا۔ علم کی اس مقدار قلیل پر اتنے کہ بڑے بڑے شعرا کے اشعار پر اینڈے بینڈے جا بیجا اعتراض کرنا یہ دل گردہ کا کام ہے معترض سے زیادہ اون کے سر پرشت مالکان "نگار" "ثقاہت" قابل گریہ ہے جو ایسی کتابون کی تحسین و مدح مین وقت ضائع کرتے ہین۔

مصنف صاحب نے کتاب مفت تقسیم کی ہے اب نامعقول مدیرہ کا عوض یہ نہین ہو سکتا ہے کہ ذیکی شان مین نثر قصیدہ تصنیف ہو۔ دنیا سے خریداری کی درخواست کیجائے اور اگر خود کتاب فروش بھی ہین تو پھر کیا پوچھنا ہے۔ گرہ سے کچھ نکالے ہوئے دام یا کمیشن کی رقم سی ترکیب سے نکل سکتی ہے۔

مصنف صاحب کو میان نگ اس کتاب سے پتہ لگتا ہے نہ دہلی سے فیض کچھ ہو سکتا ہے نہ لکھنؤ سے۔ وہ اپنے اس مقدمہ مین دہلی کو لکھنؤ پر ترجیح دیتے ہین فی الحقیقت دہلی کی بھی مذمت کرتے ہین۔ [illegible]

[illegible]

میر کہتے ہین ؎

گنبد تونے کھیل کے پھر کیا غلام کو

میر مرحوم کے کلام مین تو ۱۲ بات ہے "بھک" موجود ہے با این ہمہ کسی اوستاد نے اوسے بازاری نہین کہا۔

مین نے جو کہا تجھ مین کیا کیا نہ الم گزرا
بولے کہ "ارے تیرا رونے ہی جنم گزرا"

شعرا کی قابلیت اور استعداد کا یہ ثبوت ہے کہ جو لفظ اونکی بندش کی پیٹ مین آجاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی مبتذل سمجھا جاتا ہو مگر پھر شعر مین وہ زیور اور جواہر کی طرح مزین معلوم ہوتا ہے چنانچہ شعر مذکور مین "ارے" کی جگہ "ارے یا" اور کوئی اسی وزن کا لفظ لگا کے دیکھیے۔ اگر یہ ساختگی اور لطف زائل نہو جائے تو جب ہی کہیے گا ہم تو جان لیں تامل مین کہ شعر کی معنویت مین بھی فرق آجائیگا یا مین نے کہان بعض شاعر قبول مقبول معشوق ہے جو عاشق کی تذلیل پر ہر وقت کمربستہ تیار رہتا ہے۔ وہ عاشق سے بے تکلف بھی ہے جو لوگ ان مرکوز سے واقف ہین بھلا وہ کیون اعتراض کرکے جاہل اور نادان بنین۔

خلیل کے تین شعر نقل کرنے کے بعد حضرت مصنف فرماتے ہین۔

"دلی کے کسی شاعر کے نمرے نہین نکل سکتے۔ "یہ کسی بھی ایک حضرت مقبول ہے جیسا کہ لکھنؤ "عام رنگ ہے۔ اسکے بعد حضرت علام فنام تقسام عبدالسلام صاحب۔ فرماتے ہین۔

"ایران شعرائے آخر دور مین تشبیہات کی نزاکت اور استعارات کی لطافت حد کمال کو پہنچ گئی تھی چنانچہ عرفی نظیری اور طالب آملی کے کلام مین اون کا بہترین نمونہ ملتا ہے"

قدما نے انھیں شعر کے لوازم کو پیش نظر رکھا تھا جیسے ولی، میر، سودا کے کلام میں بھی اسی قسم کی لطیف تشبیہیں پائی جاتی ہیں اور شعرائے دہلی نے بھی اسی قسم کی تشبیہات کا انبار لگا دیا ہے۔

خلاصہ اس عبارت کا یہی ہے کہ زمانہ ناسخ کے ایرانی شاعروں کا تتبع دہلی والوں کو آتا تھا لکھنؤ میں کوئی فارسی نہیں جانتا تھا اس وجہ سے برسات کے اندھوں کو چمن زاد کی سیر نہ کرا سکا۔ یا لالہ و دیگر ترابی اضافات اور خالص اردو الفاظ سے بیزاری کا حسن لکھنوی شعرا کے اشعار میں پیدا نہ ہو سکا۔ نرگس کی تے نظم ہوئی نہ پان کے دھوؤں کا لذیذ و خوشگوار شربت تیار ہوا۔

اسکے بعد غالب مرحوم کے چند قابل طرح اشعار ثبوت دعوے میں پیش فرماتے ہیں لطیف استعارہ کا انبار دیکھیے ؎

دل کرم کو عذر بارش تھا عنان گیر خرام
گریے سے یان پنبہ بالش کف سیلاب تھا

اور حضرت سے حاصل شعر دریافت کیجیے تو معرفت شعری کا حال کھل جائے کہتے ہوں گے کرم سندور تھا کر برستے میں نازل کیونکر ہوں۔ یہاں آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوا اور سیلاب کے تھپیڑوں سے کف پیدا ہوا یہی کف تکیے کی روئی بن گیا۔ علے ہذا القیاس یہ شعر ؎

مستی بذوق غفلت ساقی ہلاک ہے
موج شراب یک مژۂ خوابناک ہے

جناب مصنف لطیف استعارات اور نازک تشبیہات کے سمجھنے میں بہت مہارت رکھتے ہیں ایک دن کسی جلسے میں انھیں بٹھا کے بعض اشعار کا مطلب پوچھنا چاہیے شرط یہ ہے کہ طباطبائی کی شرح اسکے

سامنے ہو دل تو یہی کہتا ہے کہ صحیح اردو نظم و نثر پڑھنے کا سلیقہ بھی شاید بوجہ کمال اپنے جوہر نہ دکھا سکے گا۔ مطلب کہنا اور نکات شعری کا وضح کرنا تو بڑی چیز ہے۔ واشد زری "ثقاہت" زبان سے نکلے تو تعجب ہی کیجیے گا۔

حضرت نے اس باب میں مشہور و غیر مشہور تلامذۂ ناسخ و ناسخ کے حق میں یادہ گوئی اور بے اٹکل پچو کا



گرگٹ:- شاخ پر بیٹھے تو ہو میرا سا رنگ تو بدلو۔
گرگٹ:- دیر آید درست آید۔

ثبوت واضح پیش کرنے کے بعد مرزا قادر بخش صابر کے تذکرے سے ناسخ کے متعلق ایک عبارت نقل کی ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ مدح و ثنا "طنز" ہے۔ حالانکہ انھوں نے مرحوم ناسخ کی شاعری کے باب میں اپنی خالص رائے ظاہر کی ہے۔ یعنی خوب سمجھتے تھے مگر ان کے کلام میں آورد زیادہ ہے۔ یہ انکی ذاتی رائے ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ تعصب اس قسم کے اظہار خیال کی علت ہو۔ لیکن اس عبارت کی

نقل میں ہمیں اپنے اس دعوی کا ثبوت مل گیا کہ حضرت کو اردو کی صحیح نثر پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے عبارت کا آخری فقرہ یہ ہے۔

"اور نگین طبیعت سے معانی برجستہ کو خلوت خیال سے دروازہ لب تک آنے میں تکلف کی احتیاج ہے"

شاید کاتب "تکلف" کی جگہ "تکلیف" لکھ گیا حضرت کی بلا کو معنی و مطلب سے کیا غرض حضرت نے تصحیح کی تکلیف نہ اٹھائی "تکلیف" ہی لکھ گئے۔ پوچھیے یہ محل "تکلیف" کے استعمال کا ہے یا "تکلف" کے استعمال کا؟ اجی اب تو ہم یہی کہینگے کہ انھوں نے پڑھنے میں غلطی کی۔

اسکے بعد غالب کا ایک اعتراض جو انھوں نے بحر پر کیا تھا نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے بحر کا یہ مصرعہ پڑھا ؎

نہاتا ہے وہ دریا میں کیسے نور و صرفی ہے۔

اور کہا یہ معشوق کی تعریف نہیں ہوئی بلکہ ایسا غریب معشوق ہے کہ کمر دے گھاٹ کپڑے دھلواتا ہے۔ یہ الہام غیبی "جلوۂ خضر" سے نقل ہوا ہے جسکا مصنف غلط بیانی و بدمذاقی میں حضرت مصنف "شعر الہند" سے کچھ کم نہیں ہے۔ بھلا غالب اس قسم کا اعتراض کر سکتا تھا؟

اگر ایسے اعتراضات کیے جائیں تو پھر کیسے دنیا کا کوئی شاعر بچ نہیں سکتا خود غالب ہی کے اشعار سنیے ؎

جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

اس شعر سے واضح ہوتا ہے کہ معشوق کوئی [illegible] تھا ؎

[illegible]

معلوم ہوتا ہے کہ معشوق گونگا تھا اور اہل بزم پہیلی کہوا کر کھول دیتے تھے طلسم مین مبتلا تھے ؎

ضد کی ہے بات اور مگر خو بری نہیں
بھولے سے اوسنے سیکڑون عہدے وفا کیے

معلوم ہوتا ہے کہ معشوق الو کا پٹھا تھا ؎

جور سے باز آئے پر باز آئین کیا
کہتے ہین ہم تجکو منہ دکھلائین کیا

ہو نہو معشوق صاحب کاٹے کا نے پاکٹے ہین ؎

میخانہ جگر مین یہان خاک بھی نہین
خمیازہ کھینچے ہے بت بیدادفن ہنوز

بت بیدادفن "ہیرامن طوطے کا بچہ تھا" خالی انگلی بھی دیکھی تو منہ کھول دیا ؎

بسکہ ہین ہم اک بہار ناز کے مارے ہوے
جلوہ گل کے سوا گرد اپنے مدفن مین نہین

یہ مالن کی لونڈیا کا عشق ہے۔

اس قسم کے اعتراضات کی جو وقعت ایک شاعر کی نگاہ مین ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ باقی آئندہ

راقم۔ رفیع الخیال کمال

بواقیت

(از حضرت بواق رحمتہ اللہ علیہ)

ناک منہ اور آنکھ سے پانی مرے آنے کو ہے
چہرہ تڑپے سے مرا پنجاب بنجانے کو ہے
آج وہ ظالم جو لیکر استرا آنے کو ہے
جس کسی کو دیکھتا ہون ناک کٹوانے کو ہے
دیکھیئے اک آنکھ سے ہے فعل مستحسن مگر
حسن ہے دو آنکھ والے کو برا کانے کو ہے
مین بھی سالن روٹی کا بہان پر رکھتا وہ شرہ
سال مین خیرات کا اک خاص دن آنے کو ہے
چھینتا ہے وہ زبردستی جو دل عشاق کا
سرقہ بالجبر مین اک دن دھرا جانے کو ہے
چشم و ورشہ میکر رنگ الفت مین دیکھکر
جنون میں [illegible] ہوش دیوانے کو ہے

ناک منہ آنکھ ۰ ۰
[illegible]

اسقدر ہے زور پر وحشت کہ مجنون عشق مین
لیلی محمل نشین کا اونٹ بنجانے کو ہے
یاالٰہی خیر دیوانی کے دیوانون کی ہو
سُن رہا ہون مصطفی بستر سے اوٹھ جانے کو ہے
وصل کی شب وہ ڈرانے کیلئے بواق کے
منہ مین اپنے خوب کالک پوت کر آنے کو ہے

۔ مسٹر بی مصطفی خان اپنے بیٹے بستر سے روٹھ کر اب سوال دلیا جانے والی ہین۔ تفصیل کیلیے بھی [illegible] گئیں۔

شاہ گشتاسپ آنجہانی

بنام

لارڈ ارون این جہانی

کورنش۔ کورنش۔ برخوردار ارون تمھین معلوم ہے کہ مین ایک مشہور بادشاہ تھا جسنے ایک سو ساٹھ سال تک تخت فرمانروائی کو زینت دی۔ صرف یہی نہین بلکہ حضرت زرتشت کے مقتول ہونے کے بعد اونکا نائب بھی مین ہی مقرر ہوا یعنے دُنیا تو قبضے مین تھی ہی دین پر بھی قابو ہو گیا۔

اس ایک سو ساٹھ سال کی طویل مدت مین جو تجربے مجھے حاصل ہوے اون کی تفصیل بیان کرنی آسان نہین۔ برخوردار اسفندیار روئین تن کا ولیعہدی کے لیے مچلنا اور میرا بہانے کرنا آخرین برروان فردوسی کہ اوسکی بدولت تمام زمانے مین مشہور ہے۔

اسوقت مین تمھین صرف ایک واقعہ سناتا ہون ذری کان کھول کے سنو۔ میرا ایک وزیر راست روشن نامے تھا مگر درحقیقت پرلے سرے کا [illegible] بدبخت نے خوشامد کر کے میرا دماغ خراب کر دیا اور میرے دماغ کی نااستوادی غائب تاہم اوس کا یہ مردود ایسا چرب زبان تھا کہ باتون ہی باتون مین مجھے ایسے گانٹھ لیا کہ وہ دن رات سے کم رہتا تھا۔ لیکن وہ کے اقوال پر [illegible] تھا۔ حضرت زرتشت کے دینکی عقل و دیانت [illegible] بے جرخ برابرت تھی مین سے سچ کہتا ہون

کہ اسی نابکار نے مجھے اپنے جادو بیان سے سید فرزند اسفندیار سے جھوٹا اور جہان پہلوان رستم نامدار سے لڑوانے کی صلاح دی جس کے باعث غریب کی اجل آئی۔ دُنیا جانتی ہے کہ مین بالطبع ظالم نہ تھا۔ میری رعایا مجھسے محبت کرتی تھی مین اون کے ساتھ شفقت پیش آتا تھا اس کمبخت نے رعایا کی طرف سے میرے کان بھرنے شروع کیے۔ اور مجھے یہ پٹی پڑھائی کہ عدل و انصاف کی کثرت سے رعایا کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے وہ گستاخ ہو جاتی ہے۔ اسنے اپنے تحت عمّال کو ہدایت کی کہ وہ بیجا بیجا رعیت کو فساد پر آمادہ کرین۔ پولیس اور اصحاب شرطہ کو ابھارا کہ آپس مین لڑ واسطے وسائل ڈھونڈ ھین کیا بتاؤ اس مردود نے چند ماہ مین کیا کیا چالین چلیں۔ آخر مجھسے صبر نہ ہو سکا اور بہت سخت قوانین جاری کیے بھاری بھاری ٹیکس لگائے۔ اشخاص کے حرکات و سکنات پر پہرے بٹھائے لیکن انتظامی قوانین کی سختی جتنی بڑھتی گئی اوسیقدر عمّال کے اختیارات مین اضافہ ہوا جسقدر اختیارات بڑھتے اوتنی ہی رشوت کی ندی کی روانی بڑھی۔

میان مراست روشن نے ایک طرف الفاظ قوانین وضع اپنا کے حیلے سے خزانہ خالی کیا اور دوسری طرف عامہ رؤسا کی گردنین تاہم اونکی آمدنی کے شریک غالب بن بیٹھے۔ قیامت برپا ہو گئی۔ لشکری کو ان چیزون تو اونسے لوٹ مار پر کمر باندھی مختصر یہ کہ میرے خزانے کا جائزہ لیا تو اوس مین جو ہے تہ [illegible] کھا رہے تھے۔ ایک دن وحشت دل سے صحرا کی راہ لی وہان ایک تنہا گھوڑے پر بیٹھ بغیر کسی خاص راہ کے ادھر بھاگی کرنے لگا۔ بے جانے بوجھے جنگلون مین جانا پھرنا آسان نہین۔ گھر کا راستہ بھول گیا۔ اتنے مین آفتاب نے بس کر کے منہ چھپایا اور مجھے شب بسر کرنے کی غرض سے ایک جائے پناہ کی خواہش ہوئی۔ یکبیک نگاہ کو دوڑایا تو وہ ایک خیمہ کی نہرا [illegible] جسکی سفیدی سیاہ رات مین بجلی کی صورت چمک رہی تھی۔ اوسی طرف چل نکلا۔ دیکھتا کیا ہون کہ خیمے کے گرد دُنبیان سر زمین پر



گلے سو ہے موتی مالا سو میری جان

زبان حال (ریاست) "اے حضرت میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کٹہرے میں بیٹھنے کی ضرورت کیا ہے؟ اور پٹے بھی تو ایک ہی بہت ہے"

زبان قال (کھلاڑی) نہیں صاحب! آخر زینت بھی کوئی چیز ہے یا نہیں؟ تماشائی دیکھیں گے تو بھی کو نام رکھیں گے۔ ابھی سے گھبرائے جاتے ہو؟

صوبجات متحدہ ہندستان کی تمام ترقی تحریکات کا مرکز

ہندوستان صوبجات کا شستہ آزردہ و ممتاز ارگن

روزنامہ ہمدم لکھنؤ

ہے جو ملک کی تمام کوششوں اور خصوصاً اسلامی تحریکوں کا آئینہ کہا جا سکتا ہے جو حضرات بڑے بڑے ملکی و قومی کاموں کو چلا رہے ہیں، انکے مضامین ہمدم میں بالالتزام شائع ہوتے ہیں۔ اور تمام بڑے بڑے مقامات سے خاص نامہ نگار اہم واقعات کی اطلاعیں بذریعہ تار و ڈاک بھیجتے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے اخبارات سے بحیثیت کار آمد مضامین سلیس زبان میں دیئے جاتے ہیں خصوصاً دنیائے اسلام کے تمام اہم واقعات عربی ترکی فارسی انگریزی فرانسیسی پرچوں سے اقتباس کئے جاتے ہیں۔ شرح چندہ دیگر ملکی روزناموں سے کم ہے۔ نمونہ منگا کر دیکھیے۔ چندہ سالانہ [illegible] روپیہ۔ ششماہی [illegible] سہ ماہی للعہ اور ماہوار [illegible]۔

منیجر روزنامہ ہمدم لکھنؤ

مجلہ اردو [illegible] ۲۲ و ۱۹۲۵ء

[illegible] سیاسی [illegible]

[illegible]

اخبار مدینہ بجنور

ہفتہ میں دو بار

۱۹۱۲ء سے قابل اہل قلم ادیبوں کی ادارت میں جاری ہے خدمت قوم و ملک [illegible] مذہب [illegible] اسکا شعار [illegible] آزادی [illegible] سیاست [illegible] عربی و انگریزی اخبارات کا [illegible] ہر گز [illegible] مطالعہ [illegible] کریگا۔ [illegible] قیمت سالانہ [illegible] ششماہی [illegible] غنچہ سالانہ [illegible] بچوں کا مسلم [illegible] ہفتہ وار خاص [illegible] کیلئے [illegible] قیمت سالانہ [illegible]

محمد مجید حسن مالک اخبار مدینہ و غنچہ بجنور

زیر نگرانی [illegible] نواب [illegible] صاحب آنریری منصف

سمن بنابر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰)

نمبر مقدمہ [illegible] سنہ ۱۹۲۵ء

بعدالت آنریری منصفی [illegible] ضلع فرخ آباد

[illegible]

بنام

[illegible]

[illegible]

دستخط حاکم — مہر عدالت انگریزی

ترجمان

الہ آباد

اپنی نوعیت کا واحد اخبار

علمی ادبی سیاسی مضامین نظم و نثر کا بہترین مجموعہ [illegible] ہندوستان [illegible] ترجمان [illegible] ادیب [illegible] ہفتہ وار [illegible] شائع ہوتا ہے۔

[illegible] علم و ادب کی چاشنی کے ساتھ سیاسیات عالم [illegible] دنیا کی [illegible] اہتمام طبع و اشاعت [illegible] سالانہ چندہ [illegible] اجازت [illegible] بھیجئے۔ "منیجر"

نوٹس

حسب دفعہ ۱۹ ایکٹ ۵

بعدالت جناب [illegible] صاحب بہادر اول ضلع [illegible]

مقام [illegible]

در [illegible] نمبر [illegible] ۱۹۲۵ء

[illegible]

بنام

[illegible]

[illegible]

دستخط حاکم — مہر عدالت انگریزی

رکھے آرام کر رہی ہین اور ایک کتیا کہ گھر مین رہتی کا بچہ اٹھا ہوا ہے وہ ایک درخت کی شاخ مین لٹک رہی ہے۔ کتیا کی پھانسی دیکھ کے مجھے تعجب ہوا۔ مین اسی حیرت مین تھا کہ خیمہ کے اندر سے ایک جوان رعنا باہر آیا اور اوسنے بکشادہ پیشانی میرا استقبال کیا۔ جب دسترخوان چنا جا چکا تو مین نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ جب تک اس کتیا کا واقعہ تم نہ بیان کروگے مین ہرگز تمھاری دعوت قبول نہ کرونگا۔ میری بات سن کے اوسنے دست بستہ عرض کی کہ خداوند یہ کوئی دشوار بات نہین ہے نہ چھپانے کے قابل ہے غلام ان ذخیرون کا مالک ہے یہ کتیا ایک مدت سے نہایت ہوشیاری کے ساتھ گلے کی رکھوالی کرتی تھی مین اسکی نگہبانی پر مطمئن تھا۔ چند روز اودھر کا ذکر ہے کہ یہ سست ہوگئی اس جوار مین کوئی کتا نہین ہے دو گھڑی ہنس بول لیتی یہان جنگل مین کئی بھیڑیے ہین بصورت شکل کی مشابہت اور فطری اشتغال کی وجہ سے یہ حرامزادی بھیڑیے سے اٹکنے لگی اور میری گائی (ڈنبے، بکریان) کی اجرت مین فیاضی کے ساتھ صرف کرنے لگی۔ چڑیل روزانہ ایک ڈنبی بھیڑیے کو کھلا دیتی جو ہڈیان گلہ بان کو ملتین وہ خود رہ جاتا کرتی۔ پایا تو اسکا یہ قرینہ تھا کہ ادھر بھیڑیے کی بو پائی اور بھونکنے لگی۔ ایک دن میری آنکھون کے سامنے بھیڑیا موٹی سی ڈنبی اوٹھا لے گیا اور یہ چڑیل غرائی بھی نہین۔ بس خداوند میری آنکھون مین خون اوتر آیا۔ اوسی غصہ کا یہ نتیجہ ہے جو حضور ملاحظہ فرما رہے ہین۔

برادران! جب مین بیابان نوردی سے فارغ ہوکے گھر کی طرف پلٹا تو میرے دل مین ایک تلاطم برپا تھا کہ آہ! میری رعایا بھی گلہ گوسفند سے کم نہین ہے اور سے کتیا کے...... مین اس راست روش گرگ گمراہ کے چلتون پھنسا! ہے۔ واویلا واویلا! میرے گناہ معاف کرین مجھی اسے دہی سزا دونگا جو کتیا کو ہوسکے مالک نے دی۔

چنانچہ مینے یہی کیا۔ اوسی روز سے کتیا کے ... کے کی مثل زبان زد خاص و عام ہوئی جب کوئی خائن اپنی خواہشون پر مال غیر لٹاتا ہے تو صاحب مال کہتا ہے کہ ہمارا مال تو الفعل کتیا کے .... کے بدکاری کا ترجمہ مین پھنسا ہے۔ مینے راست روش تما روسیاہ کے مظالم کا خاتمہ بھی کیا اور اپنی غفلت کا جرمانہ بھی ادا کیا۔ قیدی آزاد کیے تاوان بخشے۔

برادران۔ گو اب میرا تعلق روے زمین سے منقطع ہوگیا ہے لیکن روح آزاد ہے اور مین خصوصًا اوس طرز حکومت کو بغور مطالعہ کر رہا ہون جسے انگریزون نے اپنے ممالک مقبوضہ مین رواج دیا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ ایک ذی ہوش آدمی ایک سو ساٹھ سال تک زندہ رہنے کی حالت مین جتنا وسیع العلم ہوسکتا ہے ہزارون ساٹھ ستر برس کی عمر رکھنے والے اوتنا علم کتابون کی مدد اور سنی سنائی باتون پر عمل کرنے سے حاصل نہین کرسکتے۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

حکومت خواہ جمہوری ہو یا شخصی دونون کا حال یکسان اور دونون کا نتیجہ ایک ہوتا ہے اگر بہت روش کے سے افراد پر مشتمل ہو جیسا کہ بقراط نے مجمع کے جائز و ناجائز ہونے پر نہایت اعلیٰ بحث کی ہے۔ انگلستان مین بھی راست روش کی نسل موجود ہے اور ہندوستان مین بھی۔ مگر ہندوستان مین زیادہ ہے اور انگلستان مین کم۔ انگلستان نے ہندوستان مین جو آدمی بھیجے سوء اتفاق سے اونمین راست روش کی سنت پر عمل کرنے والون کی تعداد زیادہ رہی۔ جو اشخاص بالطبع راست روش کے پیرو نہ تھے وہ بھی صحبت کے اثر سے راست روش ہوگئے اور خوشامدیون کے گروہ مین پھنس کے بنکارنے لگے۔

کمال ہمنشین در ما اثر کرد

تمھاری قوم نے یہان ایک نئے طرز حکومت کا کھیل کھیلا ہے جسے کونسل یا اسمبلی جو تمھارا جی چاہے کہو مگر ہے یہ ایک مسخرہ پن اور میری روحانیت مجھے کہتی ہے کہ ان کونسلون مین راست روش کی است بھی موجود ہے۔ ان مجلسون کا فرض ہے قانون سازی۔ اور روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ قوانین کی یہ کثرت اون بیماریون کا صحیح علاج نہین ہے جو ہندوستان کو گھیرے ہوئے ہین۔ یزدان پاک کا فضل ہے کہ کونسلین صرف قانون سازی کرتی ہین اور اس پر عمل دوسرون کا فرض ہے ورنہ اندھیر ہو جاتا۔ اب مین تم سے پوچھتا ہون کہ کتنے قوانین رہ نہین گئے؟ اجی مینے تو ایک سو ساٹھ سال تک حکومت کی لیکن اتنے قوانین کی ضرورت کبھی نہ ہوئی۔ یہ خیال فضول ہے کہ اگلے زمانے کی اور زمانۂ حال کی ضرورتون مین فرق ہے۔ اجی فرق کچھ بھی نہین ہے بھلا عدل و عدالت کی مانگ کب نہ تھی! جس حکومت نے عدالت کی مطابقت سے ضوابط مرتب کیے اوسکا نام نیک آج تک قائم ہے اور جس حکومت نے راست روش نابکار کے ضوابط پسند کیے اوس پر آج تک زمانہ تھوڑی تھوڑی کرتا ہے۔ کسی ضرورت کی جدت نہ فلسفہ عقل کو بدلتی ہے نہ قواعد عدالت کو۔

برادرم۔ ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ راست روش کردار عمال کے ہاتھون مین کسی قانون کی باگ نہ آجائے۔ مینے سنا ہے کہ تم اکثر حوالی موالی کا جم غفیر ساتھ لیے بغیر گھومتے پھرتے ہو۔ غریب کسانون اور دیہاتیون سے اکثر بات چیت کرتے ہو یہ رویہ بہت اچھا ہے۔ اس سے یقینًا تمھاری معرفت مین ترقی ہوگی اور بے شبہ ایسی کمینون کے کرتوت بھی دکھائی دینگے جنھون نے بھیڑیون سے ساز باز کر رکھا ہے۔ بس کیا یہ نامناسب ہے کہ راست روش کردار عمال کی طرف بھی تھوڑی سی توجہ کرو؟۔

کہین ڈاکے پڑتے ہین۔ کہین بے گناہ جوان پر زندانہ بازی ہوتی ہے کہین ناکردہ جرم قید ہین۔ کہین رشوت کا بازار گرم ہے۔ کہین اوقاف کی ذخیرہ (وآمدنی) کتیا کی تماشبینی مین صرف ہو رہی ہین۔ کہین پولیس کے راست روش دھاوا کر رہے ہین۔

مینے سنا ہے کہ تم ریاستون مین بھی جاتے ہو۔

تو بہ۔ توبہ۔ ان میں تو راست روش کی نسل اچھی طرح آباد ہے۔ اکثر کلون کی رکھوالی کتیان کرتی ہین۔ بلکہ بعض پولیٹکل ایجنٹ بھی پکے راست روش کے جانشین ہین۔

یاد رکھو کہ نئے قوانین تصنیف کرنے سے زیادہ ضروری پرانے قوانین کی اصلاح ہے جنھین راست روش کی امت قدیمہ نے ترتیب دیا تھا ان قوانین کے خمیر مین راست روشی نمک بلا اہل پڑا ہوا ہے۔

راقم

تمہارا ازلی خیر خواہ شاہ گشتاسب
سابق فرمان روائے ایران

مولانا پنچ کی نوٹ بک

پک رہی ہنڈیا چھٹے چھ ماہے

ایک تھے میان بخیل اتفاق سے انکے ایک پرانے یار ان کے گھر بہ زبردستی وارد ہو گئے۔ بخیل صاحب کی جان نکل گئی چاہئے اب انکا ورنج کیونکر بھرون؟ یہ تو دیوالا نکال دینگے "عرب کے خانہ بدوشون مین ایک قبیلے کے بخل کی ہجو کسی شاعر نے کی ہے کہ جب انکا کتا جنگل مین مہمان کی بو پاکے بھونکتا تھا تو یہ اپنی بڑھیا سے کہتے تھے جلدی بی آگ پر ادوشٹ کے دھار مار دو" بڑھیا ایسی نحوس تھی کہ پیشاب کے ضایع کرنے مین بھی کفایت کے اصول مد نظر رکھتی تھی یعنے اوسی قدر پیشاب کرتی تھی جتنا کہ آگ بجھانے کیلئے کافی ہو۔ باقی پیشاب "دوشتہ آیند بکار" کے خیال سے پیٹ ہی مین بچا رکھتی تھی لیکن اس قبیلے کو بھی مہمان کے بھگانے کی ایسی عمدہ چال معلوم نہ تھی جیسی ان بخیل علیہ ما علیہ نے مہمان سے کھیلی یان سے کہا تشریف رکھیے مین کھانے کی فکر کرتا ہون اور خود اندر جا کے ہنڈیا مین پانی بھرا۔ کوٹھے کے نیچے پر ہنڈیا رکھی۔ اور چھجے کے نیچے انگنائی مین [illegible] کر کے سا [illegible] دے۔ [illegible] زبان اپنی گری [illegible] جس طرح ہو [illegible] مین [illegible] صاحب [illegible] ہوئے اور [illegible] مین لگے [illegible] کے [illegible]

"پک رہی ہنڈیا چھٹے چھ ماہے"

مہمان صاحب ڈیوڑھی مین موڈھا بچھائے بیٹھے تھے دراڑ مین جھانک کے انھون نے تماشا دیکھا۔ مزاج سے واقف تھے۔ سمجھ گئے اور کہنے لگے

"جم رہے چو تڑ بارہ ماسی"

مطلب یہ تھا کہ چھ مہینے مین ہنڈیا تیار ہو گی تو کچھ مضائقہ نہین بندہ سال بھر تک یہان سے نہ ہلیگا۔

حدا رکھے سکین کمیٹی کی سفارشی رپورٹ تیار ہو گئی ہے کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ فوجی کالج ہندوستان مین ۱۹۳۳ء تک قائم ہو جانا چاہیے۔ فوجون کو جو شاہی کمیشن ملا کرتا ہے ۱۹۵۲ء تک اوسے ایسی چال چلنی چاہیے کہ نصف ہندوستانی افسر یوروپین افسرون کے لگ بھگ ہو جائین۔ فوجی کالج مین تین سال تعلیم پا لینے کے بعد امیدوارون کو ایک سال انگلستان مین رہنا ہو گا۔ میرے مہربان صاحب کہتے ہین

"پک رہی ہنڈیا چھٹے چھ ماہے"

ممکن ہے کہ اہل ہند جو اپنے گھر مین آپ ہی مہمان ہین چو تڑ پیٹ کے صدا لگائین:۔

"جم رہے چو تڑ بارہ ماسی"

حکایت

راہ گیر: "اجی کیا ڈھونڈھ رہے ہو۔ یہ زمین کیون جا بجا کھودی ہے"

جاٹ: "عرب کا احمق ہون کیا عرض کرون مینے کچھ روپے دفن کیے تھے اب جیتا جیتا جہان رکھین رد ہون کا پتا نہین"

راہ گیر: "تو کیا تم نے دفن کرتے وقت کوئی نشانی بتا دی تھی؟"

جاٹ: "واللہ آپ مجھے احمق بتاتے ہین۔ اے حضرت جس وقت مین اپنا مال زمین کے سپرد کر رہا تھا اوس وقت میرے سر پر ابر کا ایک بہت ساٹکڑا سایہ کیے ہوے تھا۔ بس مینے اوسی کی سیدھ باندھ کے گڑھا کھودا اور روپیہ دفن کر دیے"

پنچ ۱۹۲۵ء ابر کا ٹکڑا ہے اور موعودہ اصلاحات دل مدفون مین اب مین حیران ہون کہ جاٹ

عہدہ کس کے سپرد کر دون ہیڈ کن ہیڈ صاحب اس عہدے کے واسطے موزون مین یا وہ ہندوستانی جو ۱۹۲۸ء کے انتظار مین آنکھین چھوڑے لیتے ہین۔ یارو بتاؤ؟

قانونی دل لگی

بڑی بات سیشن جج صاحب نے کاکوری والے ڈکیتی کے مقدمہ مین آخر حکم سنا ہی دیا۔ چند مجرم جن پر کئی الزام تھے انداد وقعین سزائین بھی کئی دی گئی ہین۔

بعض ملزمان کو حبس دوام اور پھانسی اور بعض کو پانچ سال قید با مشقت اور پھانسی دو دو سزائین عنایت فرمائی ہین۔ یہ قانونی دل لگی بازی کملاتی ہے عجب نہین کہ انکی تعمیل مین جیل خانے کے افسرون کو وہی منطقی قضیہ لاحق ہو جو ایک [illegible] کو ہوا تھا۔ اس غریب کا کہنا تھا آپ جانیے ایسی بیچارہ دیر تک بیت الخلا کی قید تنہائی مین مبتلا ہے فراغت ہونے نہ دیتے مین سے [illegible] اسطرح غائب ہو جاتا تھا جس طرح قانون سے انصاف۔ آخر میری سوجھ گئی کہ پہلے آب دست پیشاب تو کرو جاؤ۔ اب ہمین بھی دیکھنا ہے کہ پہلے پھانسی کی سزا شروع ہوتی ہے یا حبس دوام کی۔ ہماری رائے تو یہ ہے کہ پہلے حبس دوام ہو پھر پھانسی مگر دوسرے محقق کہتے ہین کہ نہین پہلے پھانسی دیجائے پھر حبس دوام لیکن دوسری سزا کی نگرانی اچھی طرح ہونی چاہیے۔ ایسے ہان کہین ایسا نہو کہ قیدی پانی کی طرح قبر کے آفتاب سے یہ نکلین اور فرح نجات کا فرض ہمیشگی ادا ہونہ سکے۔

جان لیوا دل لگی

[illegible]

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات اور کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھاتی ہے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنا یا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کر زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صدہا راگونکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انھنے نقل کی گئی ہین۔ غرض یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتداء کتاب مین لکھدیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ [illegible] کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ ۶ اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی [illegible] جلد محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ